83806-اپنی حرکات وکلام سے دوسرے کو تکلیف دینے والے شخص کی موجودگی میں دعوت ولیمہ میں شریک ہونا

سوال

کیا کسی مسلمان شخص کے لیے اپنے قریبی رشتہ دار کی دعوت ولیمہ قبول نہ کرنا جائز ہے وہ ہر وقت ان رشتہ داروں کے ہاں آتا جاتا رہا ہے لیکن اس دعوت میں کچھ ایسے رشتہ دار بھی شریک ہونگے جو اسے اپنی حرکات وسکنات اور کلام سے اذیت دیتے ہیں ؟

اور کیا بہن کے لیے اپنے بڑے بھائیوں کے ساتھ ملاقات میں کمی کرنا جائز ہے کیونکہ وہ اس کا خیال نہیں کرتے اور اس سے نرمی ورحمدلی کے ساتھ پیش نہیں آتے، حالانکہ چھوٹی بہن انہیں کوئی تکلیف نہیں دیتی، لیکن اس کے باوجود بھائی نہ تو اس سے تعلق رکھتے ہیں اور نہ ہی اس کا حال تک نہیں پوچھتے صرف اپنے بہنوئی یعنی اس کے خاوند سے ہی تعلق رکھتے ہیں یا پھر اپنی بیویوں کو اس سے رابطہ رکھنے کا کہتے ہیں تو کیا اسے بھائیوں سے پھر بھی صلہ رحمی کرنی چاہیے ؟

پسندیدہ جواب

اول :

اگر تو یہ دعوت ولیمہ ہے یعنی نکاح
ولیمہ ہے تو جمہور علماء کرام کے ہاں یہ دعوت شخصی طور پر قبول کرنی واجب ہے، لیکن
اگر یہ عام سی دعوت ہے جس کے نام کی تعیین نہیں کی گئی تو پھر اس کا وہاں جانا واجب
نہیں.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"ابن عبد البر کہتے ہیں کہ : ولیمہ
کی دعوت دیے جانے والے شخص کے لیے دعوت ولیمہ قبول کرنا اور اس میں جانا واجب ہے
اگر اس میں کوئی لہو لعب اور موسیقی وغیرہ نہ ہو، امام مالک اور امام شافعی اور
امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے..

کیونکہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما
سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جب تم میں سے کسی کو ولیمہ کی دعوت
دی جائے تو اسے اس دعوت میں جانا چاہیے"

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں :

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا:

"جب تمہیں یہ دعوت دی جائے تو اسے
قبول کرو"

اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ
فرماتے ہیں:

"سب سے برا کھانا ولیمہ کا وہ کھانا
اور دعوت ہے جس میں مالداروں کو دعوت دی جائے اور فقراء و غریب لوگوں کو چھوڑ دیا
جائے، اور جس نے دعوت قبول نہ کی اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی
نافرمانی کی"

اسے بخاری نے روایت کیا ہے.

ان کے فرمان: "ولیمہ کا کھانا سب سے
برا ہے" کا معنی یہ ہے کہ جس دعوت ولیمہ میں مالدار قسم کے افراد کو دعوت دی جائے
اور غریب و مسکین قسم کے لوگوں کو مدعو نہ کیا گیا ہو، ان کی مراد یہ نہیں ہے کہ
ولیمہ کی دعوت سب سے بری دعوت ہے.

جس شخص کو مدعو کیا جائے اس معین شخص
کے لیے دعوت ولیمہ میں شرکت کرنا واجب ہے، یا کسی گروپ کو دعوت ملے تو بھی اس معین
کردہ گروپ پر دعوت ولیمہ میں شرکت کرنا واجب ہو گا.

اور اگر دعوت دیتے ہوئے کوئی یہ کہے:
لوگو دعوت ولیمہ میں آنا اور اس دعوت کو قبول کرو تو پھر اس دعوت میں جانا واجب
نہیں، اور نہ ہی مستحب ہے، بلکہ اس دعوت ولیمہ میں شریک ہونا جائز ہو گا؛ کیونکہ یہ
عمومی دعوت میں شامل ہوتی ہے" انتہی

دیکھیں: المغنی ابن قدامۃ (213/7
) مختصرا

دوم:

اور اگر ولیمہ کی دعوت میں کوئی ایسا
شخص بھی آیا ہو جو اسے تکلیف و اذیت دیتا ہے تو اس ولیمہ میں جانا واجب نہیں بلکہ
اس کے لیے دعوت ولیمہ کو ترک کرنے میں یہ عذر بن جائیگا.

بعض فقھاء نے ایسا ہی بیان کیا ہے،
لیکن اسے چاہیے کہ وہ دعوت دینے والے شخص سے معذرت کر لے، یا پھر وہاں جائے لیکن
جلد واپس نکل آئے.

تحفۃ المحتاج میں دعوت ولیمہ کی شروط
بیان کرتے ہوئے درج ہے:

" اور وہ دعوت ایسی جگہ نہ ہو جہاں
ایسے مدعوین بھی ہوں جو کسی ظاہری عداوت و دشمنی کی وجہ سے اسے تکلیف دیں یا پھر
حسد کرتے ہوں یا پھر وہاں ایسے افراد ہوں جن کے ساتھ بیٹھنا اس کی شایان شان نہ ہو
مثلا رذیل قسم کے لوگ " انتہی

دیکھیں: تحفۃ المحتاج (430/7).

سوم:

اور اگر ولیمہ کی دعوت نہ ہو بلکہ
کوئی عام دعوت اور تقریب ہو تو اس کو قبول کرنا واجب نہیں، چاہے اس میں کسی معین
شخص کو مدعو کیا گیا ہو.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ختنہ وغیرہ اور ولیمہ کے علاوہ
باقی ہر قسم کی دعوت کا حکم مستحب ہے، کیونکہ اس میں کھانا کھلایا جاتا ہے، اور اس
میں شرکت اور اس دعوت کو قبول کرنا مستحب تو ہے لیکن واجب نہیں، امام مالک امام
شافعی اور امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا یہی قول ہے " انتہی

دیکھیں: المغنی ابن قدامۃ (218/7
).

اس بنا پر اگر یہ دعوت ولیمہ نہیں تو
آپ کے لیے اس طرح کی دعوت کو چھوڑنا اور وہاں نہ جانے میں کوئی حرج ہیں.

چہارم :

عورت کا اپنے بہن بھائیوں سے صلہ
رحمی کرنا اور رشتہ و تعلق داری رکھنا یقینی طور پر شرعی امر ہے؛ کیونکہ کتاب وسنت
میں صلہ رحمی اور رشتہ داریاں قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور قطع تعلقی اور قطع
رحمی کرنا حرام ہے، اور یہ صلہ رحمی ایک دوسرے سے رابطہ رکھنے اور حال دریافت کرنے
سے ہوتی ہے انسان میں جتنی استطاعت ہو اس کے مطابق اسے یہ کام ضرور کرنا چاہیے.

آپ کو چاہیے کہ اس عظیم رشتے اور ناطے
میں آپ کوتاہی مت کریں، اور بھائیوں کی طرف سے سختی اور آپ کے ساتھ مہربانی اور خندہ
پیشانی سے پیش نہ آنا آپ کو ان سے قطع رحمی پر نہ ابھارے، بلکہ آپ کو ان سے صلہ
رحمی کا اجروثواب حاصل ہوگا، چاہے وہ آپ سے اس سلسلہ میں کمی و کوتاہی بھی کریں.

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کا فرمان ہے :

"یہ صلہ رحمی نہیں کہ جو صلہ رحمی
کرے اس سے بدلے میں صلہ رحمی کی جائے، لیکن صلہ رحمی کرنے والا تو وہ ہے جس سے اس
کے رشتہ داروں نے قطع تعلقی کی ہو اور وہ ان سے صلہ رحمی سے پیش آتا ہو"

صحیح بخاری حدیث نمبر (5645).

یعنی جو اپنے رشتہ داروں کو صلہ رحمی
کرنے کا بدلہ دیتے ہوئے ان سے صلہ رحمی کرتا ہے، اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے
اور اگر وہ اچھا برتاؤ کرتے ہیں تو وہ بھی ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہے، یہ شخص
صلہ رحمی نہیں کر رہا جس طرح شریعت نے چاہا ہے، بلکہ یہ تو اس کا بدلہ چکا رہا ہے،
بلکہ شرعی طور پر تو صلہ رحمی اس طرح مطلوب ہے کہ جو رشتہ دار اس کے ساتھ اچھا سلوک
اور اچھا برتاؤ نہیں کرتے بلکہ اس سے برا رویہ اختیار کیے ہوئے ہیں وہ ان کے ساتھ
اچھا سلوک اور بہتر برتاؤ کرے تو یہ صلہ رحمی ہوگی.

لیکن اگر زیادہ ملاقات اور میل جول
سے نفرت پیدا ہوتی ہے تو پھر اس میں کمی کرنا اور وقتا فوقتا میل جول کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن ان سے رابطہ اور تعلق قائم رکھے، اور ٹیلی فون وغیرہ پر حال دریافت کرتا رہے.

لیکن اس سے بھی بہتر اور اچھا تو یہ
ہے کہ آپ اور آپ کے بھائیوں میں رنجش اور غلط فہمی ہے وہ دور کریں، اور بھائیوں کے ساتھ اپنے تعلقات اچھے اور بہتر کرنے میں پوری کوشش کریں کیونکہ دنیا و آخرت میں آپ کے لیے یہی بہتر ہے.

واللہ اعلم.